رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے فضل و کرم سے بخیریت عورتوں اور مردوں میں قرآن شریف کے درس اور تعلیم کرنے میں مشغول ہیں۔ وہ احباب جنہیں آپکا درس سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ضرور تشریف لاویں اور حظ اٹھاویں ❊

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے خاندان میں خیریت ہے

(۳) مدرسہ احمدیہ کے طلبار کا سہ ماہی امتحان شروع ہے اور ان کی پڑھائی میں افسر صاحب مدرسہ احمدیہ دن بدن خاص کوشش اور توجہ مبذول فرما رہے ہیں ❊

(۴) ہائی سکول میں طلبار کی پڑھائی میں پوری سرگرمی اور کوشش کی جاتی ہے۔ سکول کا سٹاف خدا کے فضل سے بہت اعلیٰ اور قابل تعریف ہے ❊

تازہ خبریں

رُوسی فتح۔ رُوسیوں نے پلیکا کے شمال میں بدھ کے دن ۱۲ اکتوبر کو اپنی حالت مضبوط کر کے معقول کامیابی حاصل کی۔ ایک مجروح کا بیان ہے کہ جرمن ۲۰ میل پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ اس علاقہ اور بجانب جنوب مقام رانڈومیر کی طرف جرمن ابھی اپنے موقعوں پر قائم ہیں مگر آسٹروی دریائے سان سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ پرزی مسل کے شمال اور جنوب میں لڑائی جاری ہے یہاں وہ فوجیں لڑ رہی ہیں جو اسی علاقہ میں پچھلے مہینہ شکست یاب ہو کر منتشر ہو گئی تھیں مگر جرمن افسروں نے ان کو پھر نیم آراستہ کر لیا۔ مشرقی پرشیا میں کوئی نئی بات قابل ذکر نہیں جرمنوں کا دعویٰ ہے کہ وہ رُوسی قلعہ اوسووٹز کی طرف پھر بڑھے ہیں ❊

تیرہ سٹیمر غرق لنڈن ۲۳ - اکتوبر) لاس پلماس (جزائر کناری ہسپانیہ) کا تار ہے کہ سٹیمر کری۔ اُٹ مندرجہ ذیل تیرہ سٹیمروں کے اہل عملہ کو لیکر جنہیں جرمن کروزر کارلسروہی نے غرق کیا ہے یہاں پہنچا ہے۔ ہائی لینڈ ہوپ۔ سرو ینٹس۔ مایل۔ سٹراتھوری۔ لنزوان۔ کارنش۔ رو ڈاگوسا۔ نسیٹو۔ میریالارنگہ۔ فرن۔ اندرانی۔ پرتھ وکونڈر۔ ان جہازوں کا مجموعی وزن ساٹھ ہزار ٹن تھا۔ اور انمیں سے اکثر بحر اوقیانوس میں غرق کئے گئے تھے ❊

جرمن بیان۔ انٹی ورپ۔ گھنٹ اور بروگیس سے کثیر التعداد جرمن فوج مقامات تھوروٹ اور وسٹنڈ کو جا رہی ہے جرمن زخمیوں کی بے شمار ٹرینیں بروگیس پہنچ رہی ہیں صرف ایک موقعہ پر اسٹنڈ اور نیوپورٹ کے مابین پندرہ سو جرمن دفن کئے گئے بلجیک قیدیوں کی جماعت بھی بروگیس لائی گئی ہے ❊

فرنچ قیاس۔ فرنچ ڈسٹرائر پر اسٹنڈ سے گولہ پڑا تو جواب میں اس نے سات گولے چلائے وہ اس ہوٹل میں جا کر پڑے جہاں جرمن سٹاف کھانا کھا رہا تھا۔ ایک افسر ہلاک اور تین زخمی ہوئے ❊

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کےلئے شائع ہوا ❊

جنگ یورپ

صیغہ بحری کا بیان - لندن ۲۳ - اکتوبر - برطانوی صیغہ بحری نے آج رات یہ بیان شائع کیا - کھلے سمندروں میں نو جرمن کروزر موجود ہیں - اور متحدہ سلطنتوں کے ستر جنگی جہاز ان کے تعاقب تلاش میں ہیں - ان جہازوں میں انگلستان کے کئی تیز ترین کروزر بھی موجود ہیں - جن سمندروں میں وہ پھر رہے ہیں وہ نہایت وسیع ہیں - اور مزید براں ان میں بیشمار مجمع الجزائر موجود ہیں - اس وقت تک ہمارے جنگی جہازوں کی اہم ترین اور سب سے بڑی ڈیوٹی یہ رہی ہے کہ دوسرے جہازوں کی حفاظت کیلئے ان کے ہمراہ رہتے ہیں تا وقتیکہ دشمن کے جہاز گرفتار و تباہ نہ ہوں - تجارتی جہاز محکمہ کی شائع کردہ ہدایات پر کاربند رہیں - چار ہزار انگریزی تجارتی جہازوں میں سے صرف ۲۷ کو دشمن ڈبو سکا ہے *

وارسا پر بمب - ۲۵ - اکتوبر - جرمن تیاروں نے دو دن میں وارسا پر جو بمب پھینکے ان سے ۱۰۸ شخص زخمی ہوئے - ان میں زیادہ تر بچے ہیں - سپاہی صرف ۹ ہیں *

شاہ ہسپانیہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے - انکی ملکہ شہنشاہ جارج کی پھوپھی زاد ہمشیرہ ہیں *

ہوائی کارروائی - لندن ۲۴ - اکتوبر - بورڈو کا تار ہے کہ فوج میں جرمنوں کی یادداشتوں کی جو کتابیں ملی ہیں ان سے فرانسیسی و انگریزی تیاروں کی اعلیٰ کارگذاری کی بخوبی تصدیق ہو گئی ہے یہ طیارے ایسی دلیری دکھا رہے ہیں کہ ان کو روکنے کے لئے جرمنوں نے آسمان کی طرف گولے چلانے والی خاص توپیں موٹروں پر چڑھا کر ہر جگہ مامور کر دی ہیں اور جونہی متحدہ افواج کا کوئی طیارہ نظر آتا ہے - گھنٹہ بجا دیا جاتا ہے اور ہر شخص دوڑ کر پناہ میں ہو جاتا ہے *

کمک - نیو فونڈ لینڈ کا کمکی دستہ انگلستان میں پہنچ گیا ہے (۲۳ - اکتوبر)

ہندی فوج ابھی منتظر ہے - لندن ۲۵ - اکتوبر - ٹائمز کے ایک نامہ نگار نے ایک مقام سے جس کا نام محتسب نے حذف کر دیا - ۲۲ - اکتوبر کو لکھا کہ ہندوستانی فوجیں ابھی اس مضافاتی قصبہ میں احکام کا انتظار کر رہی ہیں انگریزی اور فرنچ فوجیں بھی یہاں بہ تعداد کثیر موجود ہیں اس قصبہ کو پیرس کی طرح کبھی حملہ کا خطرہ نہیں ہوا - یعنی وہ بدستور سابق خوب رونق پر ہے - ہندوستانی سپاہیوں کی ہر شخص تعریف کرتا ہے انکی وضع قطع اور چال چلن نہایت شریفانہ ہے *

مشرقی حرب - پٹروگراڈ - ۲۵ - اکتوبر - سرکاری بیان دریا وسٹولا پر سے روسی جرمن مفرور افواج کا کھوج دبائے چلے جا رہے ہیں - دریا پلیکا سے بجانب شمال جرمنوں نے بہت خفیف مقابلہ کیا وہ اب پلیکا کے جنوب میں مقام سکرنی ڈیزاتک دھکیل دیئے گئے ہیں ۲۵ - میل کے پھیلاؤ میں آسٹروی و جرمن محاذ پر شدید لڑائی ہو رہی ہے - آسٹروی دریا وسٹولا پر متصرف رہنے کی ابھی کوشش کر رہے ہیں مگر روسی اس پر سے عبور کرتے چلے جا رہے ہیں *

استنبولی مراسلت - تین ماہ ہونے کو آئے ہیں کہ دولت عثمانی فوجی تیاریاں اور اجتماع کر رہی ہے مگر کس غرض سے یہ ابھی ظاہر نہیں ہوا - البتہ دول متحدہ کو اس سے تشویش ہو رہی ہے کہ عثمانیوں کا میلان جرمنوں کی طرف زیادہ ہو گیا ہے - دو جرمن کروزروں کے مل جانے سے ملت عثمانی کے دل جرمنی کی طرف بالخصوص مائل ہو گئے ہیں - گوبن کی کپتانی انور پاشا اور برسلا کی کپتانی جمال پاشا وزیر بحریہ کو - جمال پاشا نے دونوں جہازات پر جا کر جرمن بحریوں کو انعام و اکرام دیئے ان جہازوں کی قیمت دولت عثمانی نے ۴۰ لاکھ پونڈ (۶ کروڑ روپیہ) ادا کی ہے - شہر کے تمام موٹر سرکاری و شخصی فوجی ضروریات کے لئے لئے گئے ہیں اکثر موٹریں جرمن باشندوں کی تھیں -

جنگ اور ترکی انداز کے متعلق ایک غیر معمولی جلسہ ہوا وزیر اعظم - شیخ الاسلام خیری آفندی انور پاشا جمال پاشا اور سب دیگر وزراء شامل ہوئے اکثر ممبروں نے بے طرفی پر ہی قائم رہنے کی تاکید کی - بعض جنگ میں شامل ہونے کے حق میں تھے *

باسفورس اور ڈارڈنلز کے تمام قلعوں پر جرمن افسر مامور کر دیئے گئے ہیں اور افواہ ہے کہ جرمن حکومت ۴۲ سنٹی میٹر کی چند توپیں بھیجنے والی ہے -

عثمانی فوجیں ان مواقع پر جمع ہو رہی ہیں (۱) خود استنبول میں (۲) ایشیا کوچک میں سرحد روس پر (۳) صوبہ ہائے شام میں (۴) ۳۰ ہزار فوج ایرانی صوبہ آذربائیجان کے علاقہ خوی و سماس کو بھیجی گئی ہے اور ۴۰ ہزار فوج سرحد کردستان کو *

ہندوستان

(مدراس ۲۴ - اکتوبر) غرق شدہ جہاز چلکانا کے کپتان نے مدراس ٹائمز کے نامہ نگار سے بیان کیا کہ ۱۹ - اکتوبر کو صبح کے ساڑھے سات بجے امڈن نے اس کے جہاز کو تسی کوہی سے پرے روکا اس جہاز کو اپنا تمام اسباب باندھنے اور دوسرے جہاز پر لیجانے کا وقت دیا گیا اور نیولا جرمن ہمارے ہوائی تار کے سامان کو اکھاڑ کر ہمراہی کوئلہ بردار جہاز پر لیگئے - دوسرے کوئلہ بردار جہاز یورساک پر وہ پہلے ہی یہ آلات نصب کر چکے تھے - جہاز چلکانا چار گولوں سے ۴۰ منٹ میں غرق ہوا - کوچین جہاں غرق شدہ جہازات کے عملے اتارے گئے ہیں چھوٹا سا شہر ہے اور وہاں بیکار اس عملہ کو رکھنا مناسب نہیں کہ شاید کچھ بدمزگی پیدا کر دیں انہیں کولمبو یا بمبئی پہنچا دینا چاہیئے - بعض لوگ کہتے ہیں کہ تجارتی جہاز یوں گرفتار ہو جانے اور حکم سنتے ہی سر تسلیم خم کر دینے کی بجائے کیوں یہ دلیری نہیں دکھاتے کہ انجنوں کی رفتار پوری تیز کر کے امڈن سے ٹکرا جاویں آپ بھی مریں تو اُسے بھی تو تباہ کر ڈالیں مگر ان لوگوں کو صحیح کیفیت معلوم نہیں اگر کوئی جہاز ایسا کرنا بھی چاہے تو پیشتر اسکے کہ وہ امڈن کے قریب پہنچ سکے امڈن تارپیڈو چلا کر اُسے غرق کر دے - علاوہ ازیں وہ کسی جہاز کو سنبھلنے تک کا موقعہ ہی نہیں دیتا جونہی وہ کسی جہاز کو ہوائی گولہ چلا کر کھڑا کرتا ہے تو نہی ایک چکر کاٹ کر اپنی لمبی طرف کی توپیں سیدھی کر دیتا ہے - بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ پکڑا کیوں نہیں جاتا - اس کا جواب بھی سہل ہے اُسے ہوائی پیغام پہنچتے رہتے ہیں - کوئلہ بردار جہازوں کو وہ ہمراہ نہیں رکھتا بلکہ ایک جگہ کو اڈا بنا کر انہیں وہاں چھوڑ دیتا ہے اور اکیلا جا کر دھاوے کرتا ہے اور جب کوئلہ کی ضرورت ہو ہوائی تار دیکر انہیں پاس بلا لیتا ہے - سُنا جاتا ہے کہ جس وقت امڈن مینی کوئی میں کارستانی کر رہا تھا - کولمبو میں اُس وقت دو برطانوی جنگی جہاز موجود تھے امڈن کے افسروں کا قول تھا کہ انہیں سب حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں ایک نے کہا کہ آج رات ہمارے ملاح خشکی پر اُتر کر فٹبال کھیلیں گے - پھر کہا کہ اگر ہمیں کوئی فرنچ جہاز مل گیا تو اُسے مع عملہ غرق کر دینگے کیونکہ سیگون (نام) سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر فرانسیسیوں نے ایک جرمن تجارتی جہاز کو غرق کرنے سے پہلے اُس کے عملہ کو کسی دوسرے جہاز منتقل کرنے کی بجائے صرف جہازی ڈونگیوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۹ - اکتوبر ۱۹۱۴ء

اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ہمارے آقا و مطاع نے ایک درخواست ۲۴۔ فروری ۱۸۹۸ء کو بحضور نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھیجی تھی۔ جس میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ :-

”میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کیلئے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے۔ کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرماوے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے۔ اور صرف ان کتابوں کی بناء پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلم اور مقبول ہوں۔ اور یہ اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلم کتابوں پر وارد نہ ہوسکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی۔ تو یہ تدبیر عمل میں لاوے۔ کہ یہ قانون صادر فرماوے۔ کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے۔ اور دوسرے پر ہرگز حملہ نہ کرے میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ قوموں میں صلحکاری پھیلانے کیلئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ کچھ عرصہ کیلئے مخالفانہ حملے روک دئیے جاویں اور ہر ایک صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاوے۔ اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کینے دور ہو جائینگے اور بجائے بغض محبت پیدا ہو جائیگی ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ مجرموں سے تمام جیل خانے بھر جائیں مگر اس قانون کا انکی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑیگا“

اس مبارک تجویز پر الفضل نے عمل کیا ہے چنانچہ وہ ڈیڑھ سال سے اسلام کی خوبیوں پر ایک سلسلہ مضمون شائع کر رہا ہے اور ہر ہفتہ نئی سے نئی خوبی اسلام کی بتائی جاتی ہے اس کے مقابل کسی غیر مسلم اخبار نے اپنے مذہب کی خوبی نہیں بتائی البتہ چند مخصوص اخبار ہیں جو دوسروں کی عیب چینی ہی اپنے مذہب کی خوبی سمجھتے ہیں چنانچہ مسافر آگرہ ہر ہفتہ تنقید قرآن اور اسلامی شاستر کے عنوان سے ایک دل آزار مضمون شائع کرتا ہے اگر اس سلسلہ میں کوئی معقولیت ہو تو جواب بھی دیا جاوے مگر مضمون نویس کا مطلب تو اعتراض اور خواہ مخواہ دل آزاری کرنے سے ہے اب اس کا جواب کیا ہو۔ ہمیں تو تعجب آتا ہے کہ کیوں ابتک گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ نے اس کیطرف توجہ نہیں کی جبکہ دوسری اخباروں میں اس قسم کی کوئی بات نہیں خصوصاً اس جنگ کے موقعہ پر جبکہ بہت امن کی ضرورت ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے جس سے کسی دوسرے فریق کے جذبات برانگیختہ ہوں کیا مسافر آگرہ کے پاس اپنے مذہب کی کوئی خوبی نہیں جسے وہ شائع کرے۔ یہ تو ایک غیر مسلم کی بات ہے، ہمیں افسوس ہے کہ خود ایک مدعی اسلام فرقہ شیعہ کا رسالہ اصلاح حد سے بڑھا جاتا ہے اس نے اپنے ذیقعدہ کے پرچہ میں ایک سنی کے نام سے ایک مضمون بعنوان ”تنزیہ الانساب“ شائع کیا ہے اس بچارے نے پہلے عرب کی حالت لکھی ہے کہ انہیں جوش شہوانی بہت ہے۔ پھر ابو طلحہ اور انکی بیوی کا قصہ لکھا ہے جو ہمیشہ ایک خاتون اسلام کے صبر کے ثبوت میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا بچہ مر گیا تھا مگر اس نے اپنے شوہر کو صبح تک نہ بتایا تاکہ اس کے آرام و مشاغل میں فرق نہ آوے اسی طرح پھر زمانہ جاہلیت کے بہت سے رسوم نکاح کا ذکر کیا ہے مثل استبضاع۔ جماعۃ۔ عاریت۔ بدل۔ شغار۔ مقت۔ خدن۔ عشر خمسہ۔ متعہ۔ اور ایک ایک کر کے یہ باتیں اہل سنت والجماعت کے مسلمہ خلفاء و بزرگوں کے گھر میں ثابت کیں اور دوسری طرف یہ لکھا ہے کہ تمام بنی ہاشم میں کسی امام تک نے نکاح استبضاع جماعۃ۔ عاریت بدل شغار۔ مقت۔ خدن۔ عشر خمسہ۔ متعہ نہیں کیا اور بعض ائمہ اثنا عشر کی نسبت جو متعہ کرنے کی بعض روایات کتب شیعہ میں ہیں وہ محض لغو اور موضوعہ عوام ہیں پھر فاروق کی حق گمانی شتشتہ کے عجیب و غریب معنے کر کے حضرت فاروق کو اس امر کا مرتکب بتایا ہے غرض یہ مضمون از اول تا آخر ایسا ہے۔ کہ ایک مسلمان سنی اسے پڑھ کر ضبط نہیں کر سکتا اب فرمائیے کہ اس قسم کے مضامین شائع کرنے سے کیا فائدہ کیا ایسی باتوں سے شیعہ فرقہ کا اہل حق ہونا ثابت ہو جائیگا ہرگز نہیں بلکہ باہمی نفاق بڑھیگا کیا اچھا ہوتا کہ شیعہ فرقہ کی طرف سے تحقیقی مضمون لکھے جاتے جنمیں وہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے۔ خلفاء کے طعن فی النسب کرنے سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضرت علیؓ خلیفہ اول تھے یا اثنا عشری حق پر تھے ہم تمام اہل مذاہب کیخدمت میں دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ وہ حجۃ اللہ علی الارض امام مہدی علیہ السلام نے جو تجویز پیش کی ہے اس پر عمل کریں اور اس کی برکات سے متمتع ہوں کیونکہ یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعہ دنیا میں امن رہ سکتا ہے اور اپنا مقصد بھی حاصل ہو سکتا ہے یہ زمانہ خصوصیت سے مذاہب کے باہمی تصادم کا ہے لیکن اس کا نتیجہ پیشتر سے قرآن مجید میں لکھا جاچکا ہے۔ یعنی اسلام آخر کار غالب ہو گا کیونکہ یہ دین الحق یہ الہدٰی ہے اور مسیح موعود آخری زمانہ میں رسول اسی لئے بھیجا گیا کہ تا تمام مذاہب پر اس دین قیم کو غالب ثابت کرے چنانچہ اس نے نرمی سے آشتی سے اپنے مذہب کی خوبیاں بتا بتا کر اسلام کو تمام ادیان پر غالب کیا۔ ایک ایک اصل جو اس سے مذہبی مناظرہ کیلئے پیش آیا وہ مذاہب باطلہ کیلئے ایسا کاری حربہ ہے کہ کسی کو تاب نہیں کہ جو مقابلہ پر آئے اس نے علی الاعلان کہا کہ اپنی اپنی مذہبی کتاب کا دعویٰ اور پھر اس دعویٰ کی دلیل اپنی کتاب سے پیش کرو مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ ایسا کر کے دکھائے۔ پھر اس نے ہاں اس خدا کے مقدس نبی مطہر رسول نے جو تمام انبیاء کے کمالات اپنے وجود مسعود میں رکھتا تھا اور جس نے علانیہ کہا کہ میری ہاتھ پر خدا نے اسقدر نشان ظاہر کئے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو ان سے بھی انکی نبوت ثابت ہو سکتی ہے کہا کہ قصے کہانیاں تو ہر ایک مذہب کا مدعی پیش کر سکتا ہے دم نقد کچھ دکھاؤ پھر کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس جری اللہ کے سامنے کوئی آیا نشان پر نشان معجزے پر معجزے دکھائے گئے یہاں تک کہ خدا کا کلام نازل ہوا احببناک یعنی ہم نے تجھے چمکا دیا۔ اور واللہ ہم نے اتنے نشان دیکھے کہ دل سیر ہو گئے اور ہماری زبانیں بے اختیار پکار اٹھیں کہ بس اللہ ہی اور ضرور ہے اور اس نے ہماری نجات کے لئے ہمیں جنتات العرفان میں پہنچا دیئے کیونکہ اسلئے ہمکو دنیوی و اخروی ترقیات عطا کرنیکی خاطر کہ مظہر ہیں خاتم النبیین محمد مصطفٰے رسول رب العالمین کو بھیجا اور برحق بھیجا پھر قادیان دارالامان میں سیدنا و مہدینا احمد مجتبیٰ کو بھیجا اور آپ کے آپ نے عرش عظیم کی منزلت دیکر اپنی مجسم قدرت بنا کر بھیجا۔ فضل اللہ۔ اور انکی ہدایات سے ہم پر حق کھل گیا اور یہ بات بطور علم الیقین کھل گئی کہ اسلام حق ہے اور یہی سب خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ اور ہم اس مذہب کی تبلیغ صرف خوبیاں بیان کر کے بغیر

تاریخ اسلام

سیرۃ النبیؐ

طہارت النفس - تحمّل

اب ایک سوال اور باقی رہ جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ بعض لوگ پیدائشاً ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو غصہ آتا ہی نہیں بلکہ جو معاملہ بھی ان سے کیا جائے وہ تحمل ہی تحمل کرتے ہیں اور غضب کا اظہار کبھی نہیں کرتے۔ اور اس کی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ وہ اپنے جوش کو دبا لیتے ہیں یا تحمل سے کام لیتے ہیں بلکہ درحقیقت انکے دل میں جوش پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اور انہیں کسی بات کی حقیقت کے سمجھنے کا احساس ہی نہیں ہوتا اور یہ لوگ ہرگز کسی تعریف کے مستحق نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان کا تحمل صرف ظاہری ہے اسمیں حقیقت کچھ نہیں ایک شکل ہے جس کی اصلیت کوئی نہیں۔ ایک جسم ہے جسمیں روح کوئی نہیں۔ ایک قشر ہے جسمیں مغز کوئی نہیں۔ اور ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی ٹنڈے شخص کو کوئی دوسرا شخص مارے۔ اور چونکہ اس کے ہاتھ نہیں ہیں وہ مار کھا کر صبر کر چھوڑے۔ اور جس طرح یہ ٹنڈا قطعاً اس تعریف کا مستحق نہیں ہے کہ اُسے تو زید یا بکر نے مارا مگر اس نے آگے سے ایک طمانچہ بھی نہ لگایا کیونکہ اس میں طمانچہ لگانے کی طاقت ہی نہ تھی۔ کیونکہ اس کے ہاتھ نہ تھے۔ اس لئے مجبور تھا کہ مار کھاتا اور اپنی حالت پر افسوس کرتا۔ اسی وہ شخص بھی۔ گ۔ کسی تعریف کا مستحق نہیں۔ جس کے دل میں جوش اور حس ہی نہیں۔ اور وہ بُری بھلی بات میں تمیز ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا تحمل خوبی نہیں بلکہ اس کا باعث فقدان شعور ہے۔ پس ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ سوال کرے کہ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی خیال کر لیا جائے۔ خصوصاً جبکہ اس قدر طاقت اور قدرت اور ایسے ایسے جوش دلانے والے مواقع پیدا ہو جانے کے باوجود آپ اس طرح ہنس کر بات ٹال دیتے تھے۔ اور کیوں نہ خیال کر لیا جائے کہ آپ بھی پیدائشاً ایسے ہی نرم مزاج پیدا ہوئے تھے۔ اور فطرتاً آپ مجبور تھے کہ ایسے ایذا دہندوں کے اعمال پر ہنس کر ہی خاموش ہو رہتے کیونکہ آپ کے اندر انتقام کا مادہ اور بُری اور بھلی بات میں تمیز کی صفت موجود ہی تھی (نعوذ باللہ من ذلک)

یہ سوال بالکل درست اور بجا ہے۔ اور ایک محقق کا حق ہے کہ وہ ہم سے اس کی وجہ دریافت کرے کہ کیوں ہم آپ کو ایک خاص گروہ میں شامل کرتے ہیں اور دوسرے سے نکالتے ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا بھی جواب دیں کیونکہ اس سوال کا جواب دئے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو نامکمل رہ جاتا ہے۔ اور آپ جیسے کامل انسان کی زندگی کا کوئی پہلو نہیں جو نامکمل ہو پس اس سوال کا جواب دینے کے لئے ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گواہی پیش کرتے ہیں جو آپ کی ازواج مطہرات سے تھیں۔ اور آپ کے اخلاق کی کماحقہٗ واقف تھیں۔ صحیح بخاری میں آپ سے روایت ہے کہ:۔ ما خُیّر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بین امرین الا اخذ ایسرھما ما لم یکن اثماً فان کان اثماً کان ابعد الناس منہ وما انتقم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لنفسہ الا ان تنتھک حرمۃ اللّٰہ فینتقم للّٰہ بھا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا۔ تو آپ دونوں میں سے آسان کو اختیار کر لیتے تھے۔ جب تک کہ گناہ نہ ہو۔ اور جب کوئی گناہ کا کام ہوتا تو آپ اس سے سب لوگوں سے زیادہ دُور بھاگتے۔ اور آپ کبھی اپنے نفس کے لئے انتقام نہ لیتے تھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حرمتوں میں سے کسی کی بے حرمتی کی جاتی تھی تو آپ خدا کے لئے اس بےحرمتی کا بدلہ لیتے تھے۔

اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو کاموں کا اختیار دیا جاتا کہ آپ جو چاہیں کریں تو آپ ان دونوں میں سے آسان کو اختیار کرتے (کیونکہ بندہ کا یہی حق ہے کہ اپنے آپ کو ہمیشہ زائد بوجھوں سے بچائے تا ایسا نہ ہو کہ اپنے آپ کو کسی مصیبت میں گرفتار کر دے) لیکن اگر کبھی آپ دیکھتے کہ ایک آسان بات کو اختیار کر کے کسی وجہ سے کسی گناہ کا قرب ہو جائیگا۔ تو پھر آپ کبھی اس آسان کو اختیار نہ کرتے بلکہ مشکل سے مشکل امر کو اختیار کر لیتے مگر اس آسان کے قریب نہ جاتے (اور یہی اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا کام ہے کہ وہ گناہ سے بہت دُور بھاگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے میں کسی سختی یا کسی مشکل کے برداشت کرنے سے نہیں گھبراتے) پھر فرماتی ہیں کہ آپ کی یہ بھی عادت تھی کہ آپ اپنے نفس کیلئے کبھی انتقام نہ لیتے یعنے خلاف منشاء امور کو دیکھ کر جب تک وہ خاص آپ کی ذات کے متعلق ہوتے تحمل سے ہی کام لیتے۔ خفگی۔ ناراضگی یا غضب کا اظہار نہ فرماتے نہ سزا دینے کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ ہاں جب آپ کی ذات کے متعلق کوئی امر نہ ہو بلکہ اس کا اثر دین پر پڑتا ہو اور کسی دینی مسئلہ کی ہتک ہوتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی شان پر کوئی دھبہ لگتا ہو۔ تو آپ اس وقت تک صبر نہ کرتے۔ جب تک اس کا انتقام لیکر اللہ تعالیٰ کے جلال کو ظاہر نہ فرما لیتے اور شریر انسان کو جو ہتک حرمۃ اللہ کا مرتکب ہوا ہو سزا نہ دے لیتے۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ کا تحمل اس درجہ پہنچا ہوا تھا کہ آپ کبھی بھی اپنے نفس کے لئے جوش کا اظہار نہ فرماتے بلکہ تحمل اور بردباری سے ہی ہمیشہ کام لیتے۔ لیکن یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات قطعاً درست نہیں کہ آپ میں جوش و انتقام کی صفت پائی ہی نہ جاتی تھی اور آپ پیدائش سے ہی ایسے نرم مزاج واقعہ ہوئے تھے کہ غضب آپ میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا بلکہ جب اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حرمتوں کی ہتک اور بے حرمتی کا سوال پیدا ہوتا تو آپ ضرور انتقام لیتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا تحمل کسی پیدائشی کمزوری یا نقص کا نتیجہ نہ تھا بلکہ آپ اپنے اخلاق کی وجہ سے اپنے نفس کے قصوروں سے چشم پوشی کر جاتے تھے۔ اور اظہار ناراضگی سے اجتناب کرتے تھے۔ اور جو کچھ کہنا بھی ہوتا تھا تو نہایت آہستگی اور نرمی سے کہتے تھے اور ایسا جواب دیتے تھے جسمیں بجائے ناراضگی اور غضب کے اظہار کے اس شخص کے لئے کوئی مفید سبق ہو جس سے وہ اپنی آئندہ زندگی میں اپنے چال چلن کی اصلاح کر سکے۔ اور یہی تحمل کا اعلےٰ نمونہ ہے ٭

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت عائشہ کی یہ شہادت بلا دلیل نہیں ہے بلکہ واقعات بھی اسکی شہادت دیتے ہیں چنانچہ بخاری کی ایک حدیث سے ظاہر ہے جسے مفصل ہم پہلے کسی اور جگہ لکھ آئے ہیں کہ جنگ احد میں جب عام طور پر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اور کفار مکہ علی الاعلان اپنی اس کامیابی پر فخر کرنے لگے اور ان کے سردار نے بڑی زور سے پکار کر کہا کہ کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جس سے اس کی مراد یہ بتانا تھا کہ ہم آپ کو مار چکے ہیں اور آپ دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا

کہ کوئی جواب دیں۔ اور اس طرح اس کا جھوٹا فخر پورا ہونے دیا۔ اور یہ نہیں کہا کہ غضب میں آکر اسے کہتے کہ میں تو زندہ موجود ہوں یہ بات کہ تم نے مجھے قتل کر دیا ہے بالکل جھوٹ اور باطل ہے اور اس میں کوئی صداقت نہیں۔ ہاں جب ابو سفیان نے یہ کہا کہ اُعل ہبل اُعل ہبل۔ ہبل بت کی شان بلند ہو۔ ہبل بت کی شان بلند ہو تو اس وقت آپ خاموش نہ رہ سکے اور صحابہ کو فرمایا کہ کیوں جواب نہیں دیتے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جواب دیں۔ فرمایا اسے کہو کہ اللہ اعلیٰ و اجل اللہ اعلیٰ و اجل یعنی تمہارے ہبل میں کیا طاقت ہے وہ تو ایک بناوٹی چیز ہے اللہ ہی ہے جو سب چیزوں سے بلند رتبہ اور عظیم القدر ہے۔ اور پھر جب اس نے کہا کہ لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم۔ تو آپ نے پھر صحابہ سے فرمایا کہ جواب دو۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جواب دیں تو آپ نے فرمایا کہ کہو اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم خدا ہمارا دوست و مددگار ہے۔ اور تمہارا مددگار کوئی نہیں یعنی عزیٰ میں کچھ طاقت نہیں طاقت تو اللہ تعالیٰ میں ہے اور وہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اس واقعہ سے صاف کھل جاتا ہے کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق جو گواہی دی ہے وہ صرف ان کا خیال ہی نہیں بلکہ واقعات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں اور تاریخی ثبوت اس کی سچائی کی شہادت دیتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرنے سے ایک موٹی سے موٹی عقل کا انسان بھی اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ آپ کا تحمل کسی صفت حسنہ کے فقدان کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اس کا باعث آپ کے وہ اعلیٰ اخلاق تھے جن کی نظیر دنیا میں کسی زمانہ کے لوگوں میں بھی نہیں ملتی۔ اور یہ کہ گویا تحمل اپنے کمال کے درجہ کو پہنچا ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدات کا سوال جب درمیان میں آجاتا۔ تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز صبر سے کام نہ لیتے۔ بلکہ جس قدر جلد ممکن ہوتا مناسب تدارک فرما دیتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جلال کے قائم کرنے میں ہرگز دیر نہ فرماتے۔ پس آپ کا تحمل ایک طرف تو بے نظیر تھا اور دوسری طرف بالارادہ تھا۔ اور پھر آپ کی اس صفت کا اظہار کبھی بے موقعہ نہیں ہوتا تھا جیسا کہ آجکل کے زمانہ کا حال ہے کہ اپنے نفس کے معاملہ میں تو لوگ ذرہ ذرہ سی بات میں جوش میں آجاتے ہیں۔ لیکن جب خدا اور اس کے دین کا معاملہ آتا ہے تو صبر و تحمل کی تعلیم و تلقین کرتے ہوئے ان کے ہونٹ خشک ہوئے جاتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے۔ کہ تحمل صرف ذاتی تکلیف اور دکھ کے وقت ہوتا ہے ورنہ دین کے معاملہ میں بناوٹی صلح اور جھوٹا ملاپ ایک بے غیرتی ہے اور کمی ایمان اور حرص دنیاوی کا ثبوت ہے ۔

انتہائے عشق کا نام ہی تو بیعت ہے

۲۵۔ اکتوبر کے الفضل میں ایک غیر احمدی کا اظہار خلوص کے عنوان سے جو نوٹ لکھا گیا تھا اس نظم کے متعلق مندرجہ ذیل نظم جناب مولوی امام الدین صاحب گولیکی ضلع گوجرات کی دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ برادر اکبر علیخاں بٹالوی کے غیر احمدی بزرگ نے عشق کو مذہب سے معرا دیکھا اس لئے وہ بیعت میں داخل ہونا ضروری نہیں سمجھتے۔ مگر حق یہ ہے عشق صادق کا ثبوت بیعت سے ملتا ہے ۔

مرحبا حسنِ ازل را دیدۂ | بر سرِ طورے تجلی دیدۂ
نورِ حق دیدی تو وادی الطویٰ | از سما نازل مسیحا دیدۂ
ثم یاتی بشرے کہ بافضلِ خدا | ماہِ کنعاں آشکارا دیدۂ
ہاں بفضلِ حق اذا جاء البشیر | یوسفے مخفی بہ بشرے دیدۂ
در عیونِ کحل فراست داشتی | آنچہ پنہاں بود پیدا دیدۂ
واہ وا از عشق نورے یافتی | آں بروزِ احمدؐ اجلیٰ دیدۂ
در شبِ دیجور آمد طالعے | دیدہ و اکردی وُرا وا دیدۂ
حُسنِ آں مرآتِ جملہ انبیاء | جاذبِ دلہائے اصفےٰ دیدۂ
جذبۂ عشق است در شمس الضحیٰ | ہمچو ذرہ نور اسنےٰ دیدۂ
بر تمیزت غالب آمد نورِ عشق | عشق از مذہب معرا دیدۂ
بیدلی را دادنِ دل لازم است | مذہبِ عاشق مبرا دیدۂ
عشق و مذہب ابدل کار است و بس | دادنِ جاں اندر اینجا دیدۂ
معنئے مذہب بود رفتن ز خویش | آخرِ عشاق شیدا دیدۂ؟
عاشقاں را دل فروشی لازم است | بیعت خود دین آنہا دیدۂ
خاصۂ عشق ست آز و آرزو | تا بہ ترکِ آرزوہا دیدۂ
ہست در فرمانبری کمالِ عشق | دین حق مرضئ مولا دیدۂ
وصلِ حق اندر اطاعت مضمر است | کے لقائے جز بہ بارِ رضا دیدۂ
عشق و اسلام است یکجا ای اخی | لیک اسم و رسم را دوئی دیدۂ
دستگیرے باید اندر راہِ عشق | رہبرِ با شانِ والا دیدۂ
دست زن در دامنِ مرزا بشیر | رہنمائے حق ہمانا دیدۂ

چہرۂ جاناں ما نوراً علیٰ
ظلمتے با نور ہستا

ایام ذی الحج کی ابتدائی تاریخوں کے متعلق

احکام

جسقدر پڑھے ہوئے آدمی ہیں وہ اسے ضرور پڑھیں اور جنہیں پڑھنا نہیں آتا۔ انہیں سنائیں۔

۱۔ جس شخص نے قربانی کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ وہ ذوالحجہ کے مہینہ شروع ہونے سے لیکر قربانی کے ذبح کرنے تک تو کسی قسم کی حجامت بنوائے نہ ناخن اُتروائے۔

۲۔ قربانی۔ بکرے۔ دنبے۔ مینڈھے گائے۔ بھینس اور اونٹ کی ہو سکتی ہے ۔

۳۔ ان تمام مذکورہ بالا جانوروں میں قربانی کے لائق وہ جانور ہے جو کم سے کم دوندا ہو۔ اور دوندا وہ جانور ہے جس کے دودھ کے دانت جھڑ جاویں تو پھر دو دانت نکلیں ۔

۴۔ گائے بھینس اونٹ میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں ۔

۵۔ قربانی کا جانور نماز عید کے بعد ذبح کرنا چاہئیے اور نماز عید کے بعد سے لیکر بارہ تاریخ کے اختتام تک ذبح کرنا سب کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے اور بعض علماء ۱۳ تاریخ کی عصر تک جائز بتاتے ہیں ۔

۶۔ قربانی کا جانور تندرست ہو۔ لنگڑا۔ اندھا۔ کانا۔ کان کٹا سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو اور نہ بہت دبلا پتلا ہو ۔

۷۔ قصاب کو مزدوری کے طور پر قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہیں دینا چاہئیے

۸۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھائے۔ دوستوں رشتہ داروں کے علاوہ مساکین کو بھی کھلاوے ۔

۹۔ نویں تاریخ یعنی بقر عید کے ایک دن پہلے روزہ رکھنا بہت بڑے ثواب اور کفارہ کا موجب ہے ۔

۱۰۔ نویں تاریخ کی صبح سے لیکر تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر دن اکثر موقعہ بدین الفاظ اونچی آواز سے تکبیر کہنی چاہئیے

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ اللہ اکبر و للہ الحمد۔

نوٹ۔ قربانی میں نر اور خصی دونوں یکساں ہیں دونوں کی قربانی ہو سکتی ہے ۔ نوٹ ۲: تمام کھالیں یا انکی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفتر میں آنی چاہئیں ۔ حافظ روشن علی ۔

مختصر نوٹ

ذیل کے مختصر نوٹ مکرمی احمد حسین صاحب فرید آبادی کی طرف سے موصول ہوئے ہیں یہ نوٹ بہت نصیحت آموز ہیں لہذا ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

یہ سچ ہے

کہ جس پاک وجود (ع) نے خلایق کو لاکھوں کی تعداد میں اپنی طرف کھینچا وہ خدا کا مامور تھا وہ کروڑوں انسانوں میں سے ایک چیدہ و برگزیدہ فرد اکمل تھا۔ وہ سے

دگر استاد را نامی ندانم — کہ خواندم در دبستان محمدؐ

کی خصوصیت سے ممتاز تھا۔ وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء تھا۔ اسے براہ راست خدا سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل تھا۔ لیکن اے نصیبہ ور قوم تیرے لئے کیا کچھ کم شکر کا مقام ہے۔ کہ اسے جو پاک جذبہ، ملا بڑے بڑے سخت مجاہدات سے ملا۔ کیونکہ وہ اس قوم میں پیدا ہوا جو مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب کی پوری پوری مصداق ہو چکی تھی۔ اور اسکے سامنے عالم مشہود میں بظاہر کوئی زندہ مثال موجود نہ تھی۔ لیکن تیرے لئے وہ بہت سی مشکلات اپنی جان جوکھوں میں ڈال کے حل کر گیا۔ اور خدمت دین و ملت کے سارے عقدے وہ نہ صرف قال سے بلکہ حال سے بھی کھول کر رکھ گیا۔ قرآن پاک کے جن جن اوامر و نواہی کو نام کے مسلمانوں نے پس پشت ڈال دیا تھا۔ اور نئی روشنی والے تو انہیں سے اکثر کو حلاً فضول و غیر معقول بھی ٹھیرا چکے تھے۔ انکی پابندی کو اپنے عمل سے سچی فلاح کا یقینی ذریعہ ثابت کر گیا۔ غیر قوموں پر اتمام حجت بلکہ غلبہ پانیکے سارے ہتھیار بتلا گیا۔ زندہ خدا۔ ہاں قادر و غیور خدا کا صرف تمہیں پتہ دے گیا۔ اب بھی اگر تم اس کے بے بہا خزانوں سے تمتع نہ اٹھاؤ۔ اب بھی اگر تم اس کی لاانتہا قدرت و رحمت کے مستحق نہ بنو تو پھر مقام خوف ہے کہ یستبدل قوماً غیرکم کے مصداق کہیں تم کو یہ میدان فتوحات دوسروں کے لئے نہ خالی کرنا پڑے۔ (اللھم احفظنا)

تمہیں کیا کرنا ہے؟

یہ سوال نہایت پیچیدہ بھی ہے اور بہت صاف بھی۔ پیچیدہ اس لئے کہ فرائض کی کوئی منتخب فہرست بظاہر موجود نہیں۔ اور صاف اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک جیسا کامل دستور العمل تمہارے ہاتھ میں ہے رسول اللہ اور بروز مصطفےٰ کے دو زبردست نمونے تمہارے سامنے ہیں۔ پس جس کا تم کو حکم ہے وہ کرو اور جسکی ممانعت ہے اس سے مجتنب رہو۔ مگر ہر حال اور ہر کام میں شرط مقدم یہ ہے کہ تمہارا اسلام تمہاری احمدیت تمہاری امن پسندی و سلامت روی تمہارا مولیٰ سے تعلق۔ جناب رسالتمآب یا آپؐ کے بروز سے عشق۔ تمہاری اسلامی حمیت۔ تمہارا تقویٰ و طہارت غرض جو کچھ بھی صرف نوک زبان پر نہ ہو۔ بلکہ تمہارے وجود کا ذرہ ذرہ اسپر گواہ ہو۔ ع

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست

سہل الممتنع

اگر دنیا میں کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ تو سب سے زیادہ دعویٰ ایمان و عمل کی مطابقت پر اس کا اطلاق ہونا چاہیئے۔ پیارے بھائیو! زبان سے کہہ دینا بہت آسان ہے اور کر دکھلانا کارے دارد۔ خدا را اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچو کہ تمہارا مولیٰ سے کتنا تعلق ہے اور دنیائے دنی سے کسقدر؟ جس دن تم نے اپنے آپ کو پورا پورا پاک کر لیا۔ اس دن کیا شک ہے کہ خدا تعالیٰ کی بیشمار رحمتوں اور نصرتوں کے وارث تم ہی ہو گے۔ اور جو اغیار آج تمہاری ہنسی اڑاتے ہیں بلکہ تمہیں اراذل و بادی الرائے سمجھکر اپنی برتری و دانشوری پر مغرور ہیں وہی فردائے قیامت کو نہیں نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی اپنی غفلت و نخوت پر پچھتائینگے۔ کیونکہ خدا کا یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا الآیۃ۔

عام مسلمانوں میں کس چیز کی کمی تھی۔ جو مسیح و مہدی کی بعثت ضروری ٹھہری؟ انہی دو باتوں کی کہ اول تو وہ اکثر عقاید صحیحہ میں تہیدست ہو چکے تھے۔ دوم عملی دینداری یعنی سچی مسلمانی و خدا دانی میں کورے۔ سو الحمد للہ کہ تم نے ایک کمی تو بالعموم پوری کر لی۔ لیکن جب تک دوسری کمی بھی پوری نہ کر لو محال ہے کہ نصرت الٰہی کے مستحق ٹھہر سکو۔ حضرت مسیح موعود نے آکر تم کو کیا دیا؟ تم خوب جانتے ہو مگر یہ بھی یاد رکھنا تمہارا فرض ہے کہ وہ تم سے کیا چاہتے تھے یہی کہ تم مولیٰ کے ہو جاؤ۔ پھر سب کچھ تمہارا ہے من کان للہ کان اللہ لہ۔ بس جسکا رب اس کے سب۔

یہ بھی دین کا ہی کام ہے

یہ وہ جملہ ہے جو آج سولہ سترہ سال قبل خاکسار راقم کی زبان سے نکلا تھا۔ اور جہانتک مجھکو یاد ہے یہی میرے مشرف احمدیت ہونیکا باعث ہوا۔ میں ترجمہ قرآن کریم مطالعہ کر رہا تھا۔ کہ اتنے میں عصر کی اذان ہوئی۔ میرے قدیم دوست منشی خادم حسین صاحب بھیروی (معروف رد شیعہ) بولے کہ آؤ پہلے نماز سے نمٹ لیں میں بولا ابھی بڑا وقت ہے پڑھ لینگے یہ جو میں اس وقت کر رہا ہوں یہ بھی تو آخر دین کا ہی کام ہے۔ انہوں نے بجواب کہا کہ یہ تو نماز کو کتاباً موقوتاً کہتا ہے اور نماز روزہ وغیرہ عملی دینداری کی طرف بلاتا ہے۔ پس اگر اس وقت آپ اسے چھوڑ کر نماز کے لئے نہیں اٹھ سکتے تو اس کا مطالعہ حب دین کے رنگ میں تو نہ ہوا۔ وہ تو محض ایک شوقیہ شغل ہوا۔ طبیعت اڑی ہوئی ہو تو لوگ شطرنج گنجفہ وغیرہ کی دھن میں بھی نماز روزہ کیا کھانا پینا اور سونا تک بھول جاتے ہیں۔ وغیرہ (مفہوم بالفاظ راقم) میرے دل پر اس جواب سے ایک چوٹ لگی اور سوچا کہ یہ لوگ (مرزائی) واقعی سچے ہیں کیونکہ یہ رسمی طور پر نہیں۔ بلکہ واقعی دین کے مغز سے مطلب رکھتے ہیں۔ پھر تو احمدیت کی جانب میلان روز بروز بڑھتا گیا۔ حضرت صاحب کی صداقت بات بات سے مجھپر کھلتی گئی۔ اور الحمد للہ کہ آخر تھوڑے ہی عرصہ میں میں نے بذریعہ خط بیعت کر لی۔ ماحصل اس سمع خراشی کا یہ ہے کہ دین کے کاموں میں نفس کے نفلوں کو پس پشت ڈالکر احکام الٰہی میں عملی مستعدی دکھلانا بڑا بھاری مجاہدہ ہے مگر صدق و حق کے ساتھ تعلق بھی اسی ذریعہ سے بڑھتا ہے اور دارین کی جملہ فتوحات میں عمل ہی کا اسم اعظم اکسیر و تسخیر کا حکم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسن عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

کوئی ہے؟

جو دنیا بھر کے غموں سے رستگاری حاصل کر چکا ہو۔ لوگ تو یہ کہتے ہیں

دریں عالم کسے بے غم نہ باشد + اگر باشد بنی آدم نہ باشد

مگر نہیں میرا مولیٰ فرماتا ہے کہ تم لاخوف علیہم ولاھم یحزنون کے مصداق بن سکتے ہو۔ اس کا نسخہ کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح کر کے ہر حالت عسر و یسر میں صبر و شکر کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون کی زندہ تصویر بنجانا۔ یہ محض قرآنی تعلیم ہے جسکی نظیر دیگر مذاہب میں کم پاؤ گے

شح نفس

خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں فلاح یابی کی جہاں اور بہت سی راہیں بتلائی ہیں انہی میں ایک یہ بھی ہے کہ جو نفس کے بخل سے بچ سکا تو کہ وہ بہت سی مکروہات سے چھٹکارا پاکر بامراد و کامیاب ہو گیا۔ اس مضمون کی آیت سارے قرآن کریم میں ایک ہی الفاظ کے ساتھ آئی ہے اور دونوں مقامات پر انفاق فی سبیل اللہ کا ارشاد ہے۔ جس سے محض مساکین یا سائلوں کا دینا مراد نہیں ہوتا بلکہ جو مصرف بھی کسی وقت منشائے الٰہی کے ماتحت ہو۔ اور اپنی جگہ پر ایک وقعت واہمیت رکھتا ہو اسی میں خرچ کرنا مقصود ہو سکتا ہے مگر دینی اغراض میں فراخدلی سے اعانت کرنا اور دینی بھائیوں کی خاطر ایثار علی النفس برتنا بالخصوص مراد ہے۔ نفس انسانی فطرۃً کچھ ایسا واقعہ ہوا ہے کہ اگر اس نے اپنے خالق و مالک حقیقی کے ساتھ صلح نہ کر لی ہو تو اسی کی راہ میں روپیہ پیسا۔ خصوصاً اس پر شاق گذرتا ہے ہمارے سلسلہ کی دینی ضروریات آجکل بہت بڑھی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں سب کو شح نفس سے نجات دیکر یہ سمجھنے کی توفیق بخشے کہ جس منعم حقیقی کی راہ میں ہم کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں وہ اپنے وعدوں میں یقیناً صادق ہے کسی کے اجر کو ضایع نہیں کرتا جتنا اسکی خاطر دو اس سے بدرجہا زیادہ دیدیتا ہے ناچیز انسان بھی کسی کا کنوڈا ہونا پسند نہیں کرتا۔ پھر بھلا غیرت الٰہی کب گوارا کر سکتی ہے کہ اپنی اغراض (دینی کاموں) میں ہمارا احسان اٹھائے اور اس کا بدلہ نہ اتارے۔ سمجھ کا پھیر ہے۔ جنہوں نے زندہ خدا کو نہیں سمجھا۔ ان کے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ مگر جو اس سے رشتہ جوڑ چکے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ جب ہم اپنے تمام کاموں میں اسی کے ہو رہیں تو پھر ہمیں کمی کا ہے کی؟ ہاں مگر یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی وقت ذرا ظہور آزمایش کا آئے تو ہر مسلمان کا فرض ہو گا کہ خدا پر بدظنی نہ کرے اور رزق کی ہم جو من حیث لایحتسب کے رنگ میں ملتا ہے اس مائدہ آسمانی سے مایوس ہو کر محض سفلی اسباب کا سہارا ڈھونڈھنے کے لئے اپنے مقام تقویٰ و توکل سے نہ ڈگمگائے وباللہ التوفیق۔

عذاب الٰہی اور اس کے رسول کی صداقت

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے اپنے رسول بھیجتا رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں کو پہنچا دیتے ہیں۔ ان کی اصل آمد کی غرض لوگوں کو راہ راست پر لانے اور انہیں فسق و فجور میں پڑنے اور ظلم کرنے سے باز رکھنے کی ہوتی ہے۔ جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہ عوام کی طبیعت کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے لوگ انکی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ اور اس کے کام میں سدراہ بنتے ہیں۔ چونکہ جو کچھ وہ فرماتا ہے اور کرنا چاہتا ہے وہ منشاء ایزدی کے ماتحت ہوتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ لوگ اس کے قایم کردہ کام میں سدراہ بنیں۔ اور اس کے فرستادہ کو حقارت اور تذلیل کی نظر سے دیکھیں اسکی غیرت جوش میں آتی ہے اور وہ سرکشوں کی سرکوبی کیلئے دنیا میں طرح طرح کے عذاب بھیجتا ہے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ عذابوں سے خوف میں آکر رسول اللہ کی مخالفت سے باز آئیں اور اسکی اتباع میں حقیقی نجات حاصل کریں اللہ تعالیٰ نے اس اصل کو قرآن شریف میں یوں بیان فرمایا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ ہم کبھی کسی قوم پر اور کسی خطہ ملک میں کوئی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم اس قوم اور ملک میں اپنا کوئی فرستادہ نہ بھیج لیں۔ اور جو اس قوم کو انکی سرکشیوں سے آگاہ نہ کر دے یہ ایک اصل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی پرکھ کیلئے بطور کسوٹی کے قایم کیا اور اسے اپنے ہدایت نامہ میں جو قیامت تک تمام دنیا کی موجودہ نسل اور آیندہ نسل کیلئے رہنما ہے مرقوم فرمایا۔ کاش مسلمان اس اصل پر غور کرتے۔ اور موجودہ حوادثات اور آفات پر نظر ڈالتے تو ان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتی۔ طاعون دیگر عوارض قحط زلزلہ اور دیگر آفات نے جو اس زمانہ میں تباہی لائی ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ حال میں ہمارے ایک دوست ہمیں ژالہ باری کی نسبت جسے بمقام کوٹ علاقہ ملتان میں تمام فصلوں کو برباد کر دیا ہے۔ لکھتا ہے کہ ۲۶۔ اکتوبر کو شام کے وقت ایک ابر نمودار ہوا اور تمام علاقہ پر چھا گیا۔ ہم اس خیال سے کہ شاید بارش ہو مکان کے اندر سو رہے۔ ناگاہ ژالہ باری شروع ہو گئی۔ بارش بالکل نہ تھی۔ قریباً ۲۰ منٹ ژالہ باری ہوتی رہی۔ ژالہ باری کیا تھی۔ برف کے ٹکڑے تھے۔ جو وزن میں سیر ڈیڑھ سیر کے قریب تھے۔ چھتیں پھٹ گئیں جانور جو باہر تھے کئی مر گئے کئی زخمی ہو گئے کھیتی کا نام و نشان تک نہیں رہا۔ ژالہ باری کیا تھی گویا قیامت تھی۔ تمام زمین سفید ہو گئی۔ مرسل من اللہ کے انکار کے سبب سے تمام جہان میں عذاب نازل ہو رہے ہیں نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے۔ جھنگ میں بھی ژالہ باری ہوئی ہے۔ اور وہاں بھی تمام فصلیں برباد ہو گئی ہیں۔

کیا ہے کوئی شخص جو ان عذابوں سے خائف ہو کر اللہ تعالیٰ کے رسول کی اتباع کر کے اسکی رضا حاصل کرے۔

خطبہ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۲۳ - اکتوبر ۱۹۱۴ء کو دیا:-

واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربی و الیتمی والمسکین وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ ثم تولیتم الا قلیلا منکم وانتم معرضون ۔ پچھلی آیات میں خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی کچھ صفات رذیہ بیان فرمائی تھیں - اب ایک اور صفت بیان فرماتا ہے کہ یہ لوگ لوگوں کو ایسی باتیں بتاتے ہیں جو کہ انکی مذہبی کتابوں میں نہیں پائی جاتیں - ایک ایسی جماعت ہے جو کہ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتی ہے روح القدس کو خدا کا شریک ٹھہراتی ہے اپنے انبیاء علما اور رہبان کو خدا کی صفات میں شریک سمجھتی ہے - حالانکہ انکی کتابوں میں یہ عہد لیا گیا تھا کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرینگے اور اس کو ایک یقین کرینگے - خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرینگے لیکن باوجود اسکے انہوں نے نبیوں کی قبروں پر سجدے کرنے شروع کر دیئے ایسی باتیں جو خدا تعالیٰ نے یہود وغیرہ کے متعلق بیان فرمائی ہیں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں یہود سے تو صرف عہد ہی لیا گیا تھا کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا - لیکن مسلمانوں پر خداوند تعالیٰ نے اتنا فضل کیا تھا کہ اسلام کی بنیاد ہی لا الہ الا اللہ پر رکھی تھی یعنی اس بات پر کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں کوئی چیز قابل پرستش نہیں ہو سکتی کسی چیز میں خدا کی صفات نہیں آسکتیں اور خدا اپنی صفات کو دوسروں میں تقسیم نہیں کرتا پھرتا - وہ قادر مطلق ہے وہ ہر ایک کام کو خود کر سکتا ہے اس کو کسی کی مدد کی ہرگز ضرورت نہیں ہے مگر باوجود اس کے کہ اسلام کی بنیاد لا الہ الا اللہ پر تھی - آج جسقدر شرک مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اور قوموں میں اسکی نسبت بہت کم ہے مسلمان قبروں پر ایسی صفائی اور بغیر کسی قسم کے حجاب کے سجدے کرتے ہیں - کہ خدا کے آگے سجدہ کرنیوالوں میں اور ان میں ذرا بھی فرق نہیں رہجاتا مجھے اس بات پر سخت تعجب آیا کرتا تھا کہ کیا کبھی کوئی مسلمان بھی قبر پر سجدہ کر سکتا ہے میں باوجود متواتر شہادتوں اور کھلی باتوں کے اس بات پر یقین نہیں کیا کرتا تھا لیکن ایک دفعہ جب ہم چند آدمی ہندوستان میں اسلامی مدارس دیکھنے کے لئے گئے تو لکھنؤ میں فرنگی محل کا مدرسہ دیکھکر دل بہت خوش ہوا - اچھے لائق اور عالم استاد ہیں اور ذہین شاگرد معلوم ہوتے تھے اس مدرسہ کے دیکھنے کے بعد ہم دیگر مدارس کو دیکھکر جب شام کو واپس مکان پر آئے پھر تو ایک قبر کے سامنے جو آدمی پورا پورا سجدہ کر رہا تھا وہ فرنگی محل کے مدرسہ کے ایک مولوی صاحب تھے جن کو دیکھکر بہت تعجب ہوا کہ اس نے علم پڑھ کر اسکی کچھ بھی قدر نہ کی قبروں پر سجدہ کرنا تو الگ رہا اپنی نفس پرستی عیش و آرام پرستی دنیا پرستی - رسم و رواج پرستی میں جسقدر شرک کیا جاتا ہے اسکی تو کوئی حد ہی نہیں - مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اسلئے شرک کا ذکر نہیں سنایا تھا کہ یہودی یوں کیا کرتے تھے - بلکہ اس لئے سنایا تھا کہ ایکدن ایسا ہی آنا ہے جبکہ تم نے بھی اسی طرح کرنا ہے

والدین اور دیگر انسانوں سے سلوک

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود سے ہم نے یہ بھی اقرار لیا تھا کہ والدین کیساتھ احسان کرنا یہ بات اسوقت مسلمانوں میں سے بالکل مٹ گئی ہے یہ تو ضرور سمجھا جاتا ہے کہ والدین اولاد سے نیک سلوک کریں انکی پرورش کریں اپنا مال صرف کریں لیکن یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ اولاد بھی والدین پر احسان کرے اور انکی خدمت بجا لائے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والدین کی خدمت کرنے کا ہم نے یہود سے عہد لیا تھا لیکن انہوں نے توڑ دیا پھر یہ عہد لیا تھا کہ قریبیوں - یتیموں اور مسکینوں کیساتھ نیک سلوک کرنا پھر تمام دنیا میں جسقدر لوگ ہیں ان کو نیک باتیں کہنا یہ کیا اچھی اور عمدہ تعلیم تھی - کوئی بوجھ نہ تھا کوئی عقل کے خلاف بات نہ تھی لیکن آج مسلمانوں نے اسی صاف اور سیدھی تعلیم کو بگاڑ کر کہاں تک پہنچا دیا کوئی انسانی طاقت اور ہمت سے باہر کام نہ تھا مگر باوجود ایسی اعلیٰ اور اکمل تعلیم کے مسلمانوں نے اس کو چھوڑ دیا پھر حکم تھا کہ نماز پڑھو یعنی خدا کی عبادت کرو - لیکن کیا اب کوئی کروڑ انسان مسلمان کہلاتے ہیں مگر ایسے بہت کم ہیں جو نماز پڑھتے ہیں پھر حکم تھا زکوۃ دو - مگر بہت تھوڑے ہیں کہ اس کے پابند ہیں اللہ تعالیٰ یہود کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ احکام کو سنکر پھر گئے اور ان پر عمل نہ کیا - اسی طرح اب مسلمانوں نے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان احکام سے اکثر پھر گئے ہیں - اسلام کے حکم پیچھے چھوڑ کر بہت آگے نکل گئے ہیں -

اسلام کی صداقت

گندے سے گندہ انسان بھی یہ کہنے میں ہرگز نہیں ہچکچاتا کہ میں متقی اور پرہیزگار ہوں - لیکن عمل ایک ایسی چیز ہے جو کہ اصلیت کو ظاہر کر دیتی ہے - خدا تعالیٰ قرآن شریف میں منافقین کی نسبت فرماتا ہے کہ جب وہ باتیں کرتے ہیں تب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین سے ان کو بہت گہرا تعلق ہے لیکن جب ان کے عمل کو دیکھا جائے تو کچھ بھی نہیں ہوتا - تو کسی چیز کا کھرا اور کھوٹا ہونا اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے - دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جسکے پیرو اس کو جھوٹا سمجھتے ہوں - حتیٰ کہ وہ لوگ جو نہایت ہی بدترین مذہب رکھتے ہیں - یعنی پاخانہ تک کھا لیتے ہیں - اور عورت و مرد کی شرمگاہوں کی پرستش کرتے ہیں وہ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب ایسا کوئی اور مذہب پاک اور پوتر نہیں ہے تو اگر ایک مسلمان بھی اسی مذہب کے پیرو کی طرح صرف زبانی کہتا ہے کہ ہمارا مذہب سچا ہے اور اس بات کی اپنے عمل سے تصدیق نہیں کرتا - اور لوگوں کو اپنا عمدہ نمونہ نہیں دکھاتا تو اسکا میں اور ایک وام مارگی میں کچھ بھی فرق نہیں ہے وہ بھی گند بدکاری اور طرح طرح کی پلیدیوں میں مبتلا ہے اور یہ بھی تو پھر اسلام کی خوبی کسی کو کیا معلوم ہو سکتی ہے - ہمیشہ وہی بات اصلی اور عمدہ ہوتی ہے جو تجربہ سے اعلیٰ ثابت ہو اگر ایک شخص اسلام کی صداقت کا مدعی ہے اور وہ خود اسکی تعلیم پر عمل نہیں کرتا تو وہ بہ نسبت اسکے جسکے مذہب میں کوئی خوبی نہیں زیادہ مجرم ہے - اس وقت مسلمان ذوی القربی کو شریکہ یعنی دشمنی کا باعث سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنکے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا تھا - ان سے دشمنی اور لڑائی جھگڑے کئے جاتے ہیں یتیموں کیساتھ نرمی اور ملاطفت کا حکم تھا - لیکن ان کے مال و اموال بڑی دلیری سے کھائے جاتے ہیں مسکینوں کی خبر گیری ان کا فرض تھا - لیکن حقارت اور نفرت سے ان کو دیکھا جاتا ہے اور ان پر ظلم و ستم کیا جاتا ہے - تمام بنی نوع کو نیک باتیں کہنی انکا فرض تھا - لیکن یہ آپس کے ہی دو آدمی جہاں اکٹھے ہوتے ہیں اتنا لڑتے ہیں کہ حیرت آتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی ایسی مشترکہ جماعت نہیں جو امن و امان سے کام کر رہی ہو - ہندو، عیسائیوں اور سکھوں کی آپس میں صلح ہو سکتی ہے اور وہ ملکر کام کرتے ہیں لیکن مسلمان کبھی ملکر کام نہیں کرتے جہاں اکٹھے ہوتے ہیں لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان کو بتا دیا تھا کہ ہم نے یہود کو یہ تعلیم دی تھی جو کہ اس سے پھر گئے یعنی تعلیم تو یہی تھی لیکن انہوں نے اس پر عمل نہ کیا پھر نماز اتنا بڑا فرض ہے کہ اسکے تارک کو کافر کہا گیا - لیکن اب بہت کم مسلمان ہیں جو پڑھتے ہیں پھر زکوۃ کا اتنا بڑا حکم ہے کہ حضرت ابو بکر رض نے نہ دینے والوں کو فاسق قرار دیا تھا - اور ان سے بالکل ۲۲ کالوں ایسا سلوک کیا تھا - حضرت عمر رض نے کہا بھی تھا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں ان سے کچھ تو رعایت کریں لیکن انہوں نے کچھ رعایت نہ کی اس وقت مسلمانوں میں سے دو فیصدی بھی ایسے نہیں - جو کہ زکوٰۃ دیتے ہیں - اس وقت ان حالات کو جو قرآن شریف نے یہودیوں اور عیسائیوں کے متعلق بیان کئے ہیں پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آجکل کے مسلمانوں کے حالات ہیں - سدعا ہے - اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرماوے اور اپنی پناہ میں ایک ایسی صفت لوگوں سے علیحدہ رکھے اور اپنے فرمانبردار اور نیک بندوں میں داخل کرے